The Study of Religion and History
Online ISSN : 3006-3337 Print ISSN : 3006-3329
https://srhjournal.com/index.php/39/about
Vol. 2 No. 1 (2025)

The Uniqueness of Autobiography in Urdu

اردو میں آپ بیتی کی انفرادیت

Dr. Parveen Kallu[1]
Associate Professor Urdu Department , Government College University Faisalabad
Dr. Zonera Batool[2]
EST Government Comprehensive Girls Higher Secondary School Madina Town Faisalabad
Ghazala Kishwer[3]
Lecturer Lecturer Urdu Department Thal University Bhakkar
Dr. Muhammad Rahman[4*]
Assistant Professor Urdu Department Hazara University Mansehra. Corresponding Author Email: drmrehman75@gmail.com

Abstract:
Describing or writing one's life circumstances or past events in a literary style is called autobiography or autobiography. Autobiography is another name for a person's own story. Elements of autobiography: Autobiography does not only consist of the author's personal circumstances and events, but also reflects the circumstances and events of that particular period, ideas, behavior, economic and social conditions, as well as the movements, trends and overall conditions of that time. Therefore, the author has to act truthfully and truthfully in describing these external conditions. Many names of Urdu language and literature, writers and poets have written their autobiographies and autobiographies.
Key Words: Autobiography, literary style, person's own story, particular period, ideas, behavior, economic, social conditions.

معنوی اعتبار سے "آپ بیتی" دو لفظ "آپ" اور "بیتی" کی ترتیب سے بنا ہے۔ جس میں روداد زندگی کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ایک شخصیت اپنی زندگی میں جن حالات و واقعات سے دوچار ہوتی ہے۔ وہ انھی حالات و واقعات سے دوچار ہوتی ہے۔ وہ انھی حالات کو اپنے قلم سے بیان کرتی ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے (Auto Biography) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

آپ بیتی میں عموماً مشہور و معروف لوگ اپنے بچپن سے لے کر موجودہ لمحے تک کے واقعات درج کرتے ہیں۔ ان میں عظیم لیڈر، مذہبی رہنما، ادبی سکالرز، ناول نگار، افسانہ نگار، شاعر وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ شخصیات لوگوں کے لیے دلچسپی کے حامل ہوں تب ہی وہ آپ بیتی مشہور کہلائے گی۔ آپ بیتی میں عموماً کوئی شخصیت اپنی زندگی کے تجربات، احساسات، محسوسات، نظریات اور عقائد کے گوشے قارئین کو بغیر کسی روداد کے بتا دیتا ہے۔

The Study of Religion and History
Online ISSN : 3006-3337 Print ISSN : 3006-3329
https://srhjournal.com/index.php/39/about
Vol. 2 No. 1 (2025)

جب ہم آپ کا دیگر اصناف جیسے سوانح عموی اور خاکہ نگاری سے مقابلہ کیا جائے۔ خاکہ نگاری میں بھی کسی شخصیت کے حالاتِ زندگی و واقعات ہیں لیکن یہ حالات کوئی اور لکھتا ہے اور یہ حالات بھی صرف ایک لفظی تصویر ہوتی ہے کیوں کہ خاکہ نگاری میں صرف اور صرف اس کی شخصیت کے چند ہی پہلو صفحۂ قرطاس پر لکھ دیتا ہے۔ جب کہ آپ بیتی کسی شخصیت کی پوری زندگی کا بذات خود بیان ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہم سوانح عمری کو دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ سوانح کسی شخصیت کی پوری زندگی کا بیان ہوتا ہے لیکن وہ خود نہیں بلکہ کوئی اور لکھتا ہے جب کہ آپ بیتی میں مصنف یہ سب خود لکھتا ہے۔

آپ بیتی میں مصنف اپنی زندگی کی محرومیاں، تکالیف، تلخیاں اور ناکامیاں تحریر کرتا ہے۔ جب زندگی کے مسائل اس کے سامنے آتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُس کا زمانہ اور طرزِ زندگی کیسا تھا اور اُس وقت کی ترجیحات کیا تھیں۔ رسم ورواج کیا تھے اور رہن سہن کے طریقہ ہائے کار کیا تھے۔ آپ بیتی میں عموماً بڑی شخصیات آنے والی نسلوں کے لیے اپنی زندگی کے تجربات تحریر کرتی ہیں۔ الغرض آپ بیتی کے روپ میں ایک خاص دور کی گہما گہمی بیان ہوتی ہے۔

زندگی کے تجربات کا یہ خزینہ نسل نو کی پرورش کرتا ہے اور یوں وہ ان سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے الفاظ یہ ہیں:

"اپنی زندگی کے حالات وواقعات بیان کرنا "آپ بیتی" کہلاتا ہے۔ انگریزی میں آپ بیتی کے لیے مساوی لفظ Autobiography کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ آپ بیتی محض احوال وواقعات کا مجموعہ نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات لکھنے والے کی داخلی کیفیات، دلی احساسات، شخصی اور عملی تجربات، زندگی کے جذباتی پہلوؤں اور بحیثیتِ مجموعی زندگی کے بارے میں اس کے نقطۂ نظر کی ترجمانی کرتی ہے۔ لکھنے والا اپنے مزاج کے مطابق اور اپنی افتادِ طبع اور اندازِ فکر و نظر کے مطابق آپ بیتی میں بعض پہلوؤں کو نمایاں کر کے ابھارتا ہے۔ آپ بیتی انھی عوامل کو یک جا کرنے کا نام ہے۔(۱)"

بعض آپ بیتی نگار اپنی زندگی کے تجربات بیان کرتے ہوئے اصلیت بھی چھپا دیتے ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کو بڑے خاندانی جاگیر دار یا وڈیرے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً جوش نے اپنی آپ بیتی "یادوں کی بارات" میں اپنے خاندانی پس منظر کے ذیل میں اپنے آپ کو ایک بڑا جاگیر دار بتایا اور اپنے خاندان میں بڑے بڑے سیاست دانوں کو شامل کر کے ان کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے کی کوشش کی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے خود کو دوسروں سے برتر، منفرد اور اعلیٰ نسل کا بتانے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

"کیا کوئی شخص آپ بیتی لکھ سکتا ہے؟ شاید نہ لکھ سکے گا۔ کسی فرد پر جو کچھ بیتی ہے اس کا صحیح بیان تبھی ممکن ہو گا جب دنیا کے وہ سارے باسی (جن کی نظر سے کسی کی آپ بیتی گزرے گی) یا تو فرشتے بن جائیں جو تحلیل کے لیے مخلوق ہوتے ہیں (جیسا کہ فرشتوں نے ازل کی امتحان گاہ اول میں اعلان کیا تھا) تب جب لکھنے والا چٹان کی مانند سنگ دل بن جائے۔ اسے دنیا کی رائے یا ردِ عمل کی کوئی پیداوار نہ ہو، جس

The Study of Religion and History
Online ISSN : 3006-3337 Print ISSN : 3006-3329
https://srhjournal.com/index.php/39/about
Vol. 2 No. 1 (2025)

کے لینے سے بے ساختہ چشمے ابل پڑتے ہیں اور وہ اپنی سنگ دلی کے باوجود بے بس ہو جاتا ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہوتا ہے، اگل دیتا ہے۔

"(۲)

مغرب میں عموماً آپ بیتی میں مصنف اپنی زندگی کے حالات و واقعات بلا کم و کاست بیان کرتا ہے۔ وہ اپنی کمزوریوں، خامیوں، لغزشوں اور گناہوں کا برملا اعتراف کرتا ہے لیکن ہمارے ہاں زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح جیسے اپنی کمزوریاں، کوتاہیاں اور خامیاں چھپانے کا رواج ہے اسی طرح اکثر و بیش تر مصنفین غلطیاں کر جاتے ہیں۔ حالاں کہ ایک مثل ہے کہ "خدا سے کوئی چیز چھپ نہ سکے تو مخلوق سے کیوں چھپے"۔ اس حوالے سے سید عبداللہ لکھتے ہیں:

"اگر کوئی یہ کہے کہ آپ بیتی لکھنے والا شاعر کی مانند اپنے تاثرات پر انحصار کرتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاعر نے کبھی واقعاتی صحت کا دعویٰ نہیں کیا۔۔ آپ بیتی میں صداقت خصوصی کی جستجو لازمی ہے۔ اس کے علاوہ اسے جج بننے میں کوئی خاص دقت نہیں لیکن اپنا جج بننا ایک مشکل امر ہے۔ جج بن کر اندر اندر سے اصلاح کرتے رہنا ممکن بلکہ اکثر ناممکن ہوتا ہے مگر جج بن کر اپنے کو اشتہاری مجرم بنانے والے بہت کم دیکھے ہیں۔ یہ قانون حفاظات کے خلاف ہے۔(۳)"

ہمارے ہاں عموماً کئی قسم کی اپ بیتیاں لکھی جاتی ہیں جن میں سے کئی اہم یہ ہیں:

۱۔ ہمدردی کی اپیل کرتی ہوئی آپ بیتی۔

۲۔ اپنی شخصیت کے استحکام تلافی امکانات پر مبنی آپ بیتی۔

۳۔ اپنی ذات کی طرف محض داد اور سستی شہرت حاصل کرنے والی آپ بیتی۔

۴۔ اپنی ذات کی دریافت اور فنی ابلاغ کی ضرورت کو پورا کرنے والی آپ بیتی۔

اس طرح آپ بیتی کی کئی حیثیتیں بھی ہوتی ہیں، جن میں سے چند ذیل میں مذکور ہیں:

۱۔ تاریخی حیثیت

۲۔ اخلاقی حیثیت

۳۔ یادگاری حیثیت

۴۔ نفسیاتی حیثیت

تاریخی آپ بیتی کی حیثیت میں "تزکِ تیموری"، "تزکِ بابری"، "تزکِ جہانگیری" کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح مولانا جعفر تھانیسری کی "کالا پانی" اور سید ظہیر الدین دہلوی کی "داستان غدر" بھی اسی ذیل میں آتی ہیں۔

خواجہ حسن نظامی کی "آپ بیتی" اخلاقی حیثیت میں شمار ہوتی ہے۔ حسرت موہانی کی آپ بیتی "قید فرنگ" یادگاری حیثیت کی آپ بیتی ہے جب کہ نفسیاتی حیثیت کی آپ بیتیوں میں قریباً جملہ ادبی آپ بیتیاں شامل ہیں جن میں قدرت اللہ شہاب کی "شہاب

The Study of Religion and History
Online ISSN : 3006-3337 Print ISSN : 3006-3329
https://srhjournal.com/index.php/39/about
Vol. 2 No. 1 (2025)

نامہ "جوش کی "یادوں کی ہے بارات "مرزاادیب کی "مٹی کا دیا"احسان دانش کی "جہاں دانش" وغیرہ مشہور ہیں۔ممتاز مفتی کی "علی پور کا ایلی "اور "الکھ نگری" بھی نفسیاتی آپ بیتیاں ہیں۔بس فرق یہ ہے کہ ان میں ناول کی تکنیک استعمال کی گئی ہے۔قراۃ العین حیدر کی "گردشِ رنگ چمن" بھی ناول کی تکنیک میں لکھی گئی ہے۔بعض آپ بیتیاں ایسی بھی ہیں جو باقاعدہ طور پر آپ بیتی کی صورت میں نہیں لکھی گئی مگر ان کو اکٹھا کیا جائے تو خطوط کی حیثیت کی آپ بیتیاں بن جاتی ہیں۔جیسے غالب کی "خطوطِ غالب "سے ابوالکلام آزاد کی "غبار خاطر "نیاز فتح پوری کی "مکتوبات نیاز فتح پوری "اور اقبال کی "خطوطِ اقبال "وغیرہ۔

بعض آپ بیتیاں روزناموں اور ڈائریوں کی شکل میں بھی ترتیب کی گئی ہیں۔ جیسے قاضی عبد الغفار کی "لیلیٰ کے خطوط "اور مجنوں گور کھپوری کی "مجنوں کی ڈائری "وغیرہ۔مثنوی کی شکل میں لکھی گئی آپ بیتیوں میں میر حسن کی "سحر البیان "اور دیا شنکر نسیم کی "گلزار نسیم "شامل ہیں۔

اگر ہم آپ بیتی کی روایت پر نظر ڈالیں تو ابتدا میں اس میں اور تاریخ میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔جیسے ہیر ولوٹس اور زنوفن وغیرہ کے کارناموں میں یہی امتزاج ملتا ہے۔

سلیٹ آگسٹائن (۳۵۴ء۔۴۳۱ء) کے تجربات بھی اس قسم کے ہیں۔انسانی نفسیات کی اہم آپ بیتی ۱۵۷۰ءسے ۱۵۷۶ء کے درمیان لکھی گئی جس کا نام The Vita Prepria جو کارڈن نے لکھی۔اُنیسویں صدی تک آتے آتے اس صنف میں بہت سی تبدیلیاں ہوئیں۔روسو کی "اعترافات "کو ایک رجحان ساز آپ بیتی کہا گیا جس میں انھوں نے اپنی شخصیت اور زندگی میں آنے والا ہر چھوٹا بڑا واقعہ بلا کم و کاست لکھا۔اس وجہ سے یہ بہت مقبول ہوئی۔تھامس کوپر کی "The Life of thomc Cooper" Written by himself اہم آپ بیتی ہے۔جب ہم فارسی میں آپ بیتیوں کو دیکھتے ہیں تو یہ جان کر چونک اٹھتے ہیں کہ اردو کی اولین آپ بیتیاں جیسے "تزکِ بابری"، "تزکِ جہانگیری "وغیرہ پہلے فارسی ہی میں لکھی گئیں۔وجہ یہ ہے کہ اس وقت درباری زبان فارسی ہی تھی۔بعد میں یہی آپ بیتیاں اردو میں ترجمہ کی گئیں۔بابر اپنی آپ بیتی "تزکِ بابری "میں لکھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"یہ سمرقند جو ہمیں اللہ کی طرف سے عطا ہوا۔اپنی خوبیوں اور لطافتوں کے اعتبار سے عالم انتخاب ہے۔شہر کا نام سمرقند اور متعلقات کا عنوان ماورالنہر ہے۔یہ علاقہ حضرت عثمان غنی ؓ کے عہد میں فتح ہوا تھا اور یہاں کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔(۴)"

ایک اور اہم فارسی آپ بیتی "تزکِ جہانگیری "ہے جس میں بادشاہ نے روزنامچے کی صورت میں اہم واقعات بیان کیے ہیں جن میں اپنی صفات کے ساتھ واقعات کو بلا کم و کاست درج کیا ہے۔اردو ادب میں آپ بیتی کی روایت پر نظر ڈالی جائے تو اس سلسلے میں پہلے پہل تو زندگی کے چند جزوی واقعات سے شروع ہونے والی آپ بیتیاں لکھی گئیں۔۱۸۵۷ء کے بعد ہی اردو میں آپ بیتی کا رواج ہوا،۱۸۸۶ء میں عبدالغفور نساخ کی "آپ بیتی "۱۸۸۶ء میں مولانا جعفر تھانیسری کی "کالا پانی "۱۸۸۹ء میں مولوی عبدالرحمان کی "ایک نادر روزنامچہ "۱۸۹۴ء میں مظہر سندیلوی کی "داستانِ غدر "۱۹۱۱ء میں ظہیر دہلوی کی "ایامِ غدر "۱۹۱۲ء میں عنایت دہلوی کی "تذکرہ "۱۹۱۹ء

The Study of Religion and History
Online ISSN : 3006-3337 Print ISSN : 3006-3329
https://srhjournal.com/index.php/39/about
Vol. 2 No. 1 (2025)

میں ابوالکلام آزاد کی "آپ بیتی" ۱۹۲۱ء میں خواجہ حسن نظامی کی "حزن اختر" ۱۹۲۲ء میں واجد علی شاہ بادشاہ کی "پری خانہ" ۱۹۲۶ء میں مولانا وحید الرحمان کی "تذکرہ وحیدی" ۱۹۳۶ء میں جواہر لعل نہرو کی "تلاشِ حق" ۱۹۴۰ء میں افضل حق کی "میری کہانی میری زبانی" ۱۹۴۳ء میں حکیم احمد شجاع کی "خون بہا" اور ۱۹۴۶ء میں شوکت تھانوی کی "مابدولت" وغیرہ۔

درج بالا کی تمام آپ بیتیوں میں سے جعفر تھانیسری کی "کالا پانی" المعروف "تواریخ عجیب" کو اردو کی پہلی آپ بیتی قرار دیا گیا ہے۔اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"نواب صدیق حسین کے بعد مولانا جعفر تھانیسری کی آپ بیتی "کالا پانی" شائع ہوئی۔(۵)"

حسرت موہانی کی آپ بیتی "قید فرنگ" ان کی زندگی کے وہ دو سال کی روداد ہے جو انھوں نے انگریزوں کی قید کے دوران لکھی ہے۔ یہ کتاب کچھ عرصہ تک ناپید رہی۔اس کا ناشر لکھتا ہے:

" یہ کتاب ایک عرصہ سے ناپید تھی اور ہم اسے پاک و ہند میں پہلی بار ترتیب و تزئین اور اضافے کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔تاکہ ہماری نئی نسلیں ان تکلیفوں، قربانیوں اور کٹھن راستوں کا اندازہ کر سکیں جس سے گزر کر آزادی کی منزل تک پہنچنا مشکل ممکن ہوا اور جس کی بدولت انھوں نے ایک آزاد ماحول اور ایک آزاد معاشرے میں جنم لیا۔اور وہ ایک بہتر مستقبل کے حصول کے لیے اس سے سبق لے کر اپنے کردار کی تعمیر کر سکیں۔(۶)"

عبدالمجید سالک کی آپ بیتی "سر گزشت" میں ان کی صحافتی زندگی اور سیاست کی زندگی بکھری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔اس کے مقدمے میں چراغ حسن حسرت لکھتے ہیں:

"سالک صاحب کا اندازِ تحریر آورد اور تصنع سے پاک اور بڑا سادہ و بے تکلف ہے۔اور یہی سادگی و بے تکلفی ان کی تحریر کا زیور ہے۔یوں کہنا چاہیئے کہ آپ پانی کا ایک چشمہ ہے جو اپنی رو میں بہتا چلا جاتا ہے۔نکتہ طرازی ان کی طبیعت کا خاص جوہر ہے۔(۷)"

دیگر آپ بیتیوں میں "دیوان سنگھ" مفتون کی ناقابل فراموش، غیر مربوط واقعات کا ایک مجموعہ ہے۔اسے مکمل آپ بیتی کہنا مناسب نہیں۔

"یادوں کی بارات" از شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی اردو کی مقبول آپ بیتیوں میں شامل ہے۔وجہ یہ ہے کہ اس میں جوش نے پہلی بار مشرقی انداز کے بجائے مغربی انداز اپنایا ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر انور سدید کے الفاظ یہ ہیں:

"اس کتاب میں حالاتِ زندگی کا جزو و مرکزیت زیادہ نمایاں ہے لیکن بعض مقامات پر مشرقی انداز کو ٹھیس لگتی ہے تو جوش کی جمال پسندی پر بھی ضرب پڑ جاتی ہے(۸)"

The Study of Religion and History
Online ISSN : 3006-3337 Print ISSN : 3006-3329
https://srhjournal.com/index.php/39/about
Vol. 2 No. 1 (2025)

شاعر اور ادیب احسان دانش کی "جہان دانش" اس کی آپ بیتی کا نقشِ اول ہے۔ جس میں انھوں نے اپنی زندگی کے واقعات بہ تفصیل بیان کیے ہیں، بعد میں انھوں نے اپنے ساتھ جڑے ہوئے اصحاب اور دوستوں کے خاکوں اور واقعات پر مشتمل اپنی آپ بیتی کا دوسرا حصہ "جہانِ دگر" بھی شائع کرایا۔

"جہان دانش" احسان دانش نے اپنی ذات کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ان کی نظر میں مال و دولت اور دنیاوی جاہ و جلال کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ عظمتِ انسانی ہی اصل مرقع ہے۔ مصنف کی شخصیت توکل اور غنا سے بھرپور تھی۔ سو یہی خوبیاں "جہان دانش" میں ہر ہر صفحہ پر اپنا رنگ دکھاتی ہیں۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی "میری داستانِ حیات" شورش کاشمیری کی "نامہ دل دود چراغِ محفل" اختر حسین رائے پوری کی "گرد راہ" میرزا ادیب کی "مٹی کا دیا" عبدالسلام خورشید کی "رو میں ہے رخشِ عمر" وزیر آغا کی "شام کی منڈیر سے" جب کہ معروف مزاح نگار اور خاکہ نگار رشید احمد صدیقی کی "آشفتہ بیانی میری" بھی اہم آپ بیتیوں کی فہرست میں شامل ہیں۔

ادبی رسائل میں سے "افکار" کراچی ایک ایسا منفرد رسالہ ہے جس نے مختلف ادیبوں کی اپنی خود نوشت لکھنے پر آمادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر سید عبداللہ، محمد احمد سبزواری، شان الحق حقی، مجنون گورکھپوری اور محمد یونس احمد کی خود نوش سوانح عمریاں منظرِ عام پر آئیں۔

حوالہ جات

۱۱۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اصنافِ ادب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۶

۲۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، وجہی سے عبدالحق تک، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۱۰ء، ص ۲۱۱

۳۔ ایضاً، ص ۲۱۳۔۲۱۴

۴۔ ظہیر الدین بابر، تزکِ بابری، مترجم رشید اختر ندوی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۳۵

۵۔ عبدالمجید قریشی، آپ بیتی اردو ادب میں، مشمولہ، سہ ماہی العزیز، آپ بیتی نمبر، اردو اکیڈمی، بہاولپور، س ن، ص ۳۲

۶۔ حسرت موہانی، قید فرنگ، مکتبہ نیاراہی، کراچی، بار اول، ۱۹۱۸ء، ص ۹

۷۔ چراغ حسن حسرت، مقدمہ، سرگزشت از عبدالمجید سالک، نومی کتب خانہ، لاہور، بار اول ۱۹۵۵ء، ص ۷

۸۔ ڈاکٹر انور سدید، اردو ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء، ص ۴۱۸